جناب عبدالرشید عراقی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت

ساری دنیا کیلئے باعث رحمت ہے

دنیا کی درس گاہ میں ہم سب سے زیادہ جن ہستیوں کے ممنون ہیں، انبیائے کرام کی مقدس ذاتِ گرامی ہے جنہوں نے نوعِ انسانی کی سطح کو بلند کرنے میں ہر ممکن مساعی فرمائی ہیں۔ موجودہ دور کے ملحدین اور مادہ پرست لوگ جن کا مشن یہ ہے کہ انبیائے کرام کی تعلیمات کو مسخ کریں اور ان کی جگہ ملحدین کے نظریات کو پھیلائیں، یہ دعویٰ بھی رکھتے ہیں کہ وہ اخوت، ہمدردی عدل و انصاف اور غریب پروری کے سب سے بڑے علمبردار ہیں۔ لیکن کیا یہ لوگ اپنے گریبان میں جھانک کر یہ بتا سکتے ہیں کہ جن نظریات کے یہ حامل اور دن رات جن کا پرچار کرتے نظر آتے ہیں کن لوگوں کی ضیا پاشیوں کا صدقہ ہیں؟

یہ حضرات انبیائے کرام ہی ہیں جن سے یہ فیوض و برکات ہمیں حاصل ہوئی ہیں ورنہ یہ چیزیں تو ایسی ہیں کہ ان کے وجود تک کا ہمیں علم نہ تھا، علامہ سید سلیمان ندوی مرحوم نے بالکل صحیح فرمایا تھا:

> "آج بھی جہاں عدل و انصاف کا وجود ہے، وہ کسی یونانی حکیم یا یورپین فلاسفر کی تعلیم تصنیف اور نقریر و خطبہ کا اثر نہیں ہے۔ بلکہ طبقہ انبیاء ہی کی بے واسطہ یا بالواسطہ تعلیمات کا نتیجہ ہے۔ آج دنیا کے گوشہ گوشہ میں کیسے ہی بدترین مبلغ سہی مگر نیکی، احسان، عدل، ہمدردی، نکوکاری، حسنِ خلق کی تعلیم، تبلیغ اور دعوت، ان کی زبانوں سے ہو رہی ہے جو رسولوں کے پیرو اور پیغمبروں کے تابع ہیں اور جو عقیدہ کے ملحد ہیں، ان کی نکوکاری بھی ان ہی پیغمبروں کے فیضان کا نتیجہ ہے۔ اس بنا پر جو لوگ ذہنی طور پر پیغمبروں کے منکر ہیں وہ بھی عملی طور

پر ان کی تعلیم کے مقر اور معترف ہیں۔" (سیرت النبیؐ جلد ۴ صفحہ ۲۰۶)

اگر انسانی تاریخ و تمدن کا تعصب سے بالاتر رہ کر مطالعہ کیا جائے تو ہماری نظرِ انتخاب صنفِ انسانی کے پاک طینت گروہ پر پڑے گی جنہیں ہم نبی یا رسول کے مبارک نام سے یاد کرتے ہیں اور بلاشبہ اس گروہ کے لیڈر اشرف الانبیاء احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی تعلیمات اور فیوض و برکات سے صرف امت مسلمہ ہی نہیں بلکہ پوری دنیا نے فائدہ اٹھایا اور یوں ہم کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت ساری دنیا کے لئے باعثِ رحمت ہے۔

ہمارے اس دعویٰ کی تائید آپؐ کی حیاتِ مبارکہ پر دینی اور دنیاوی دونوں لحاظ سے ایک طائرانہ نظر ڈالنے سے ہو جاتی ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے لیڈر کی حیثیت سے کل انسانی برادری کے کام آئے جس نے غریب اور امیر کو یکساں نظر سے دیکھا، اپنے بیگانے میں کوئی فرق روا نہ رکھا۔ اپنے کی حمایت اس لئے نہ کی کہ وہ اپنا ہے اور غیر کی مخالفت اس لئے نہ کی کہ وہ غیر ہے۔ اپنی جیب سے مال خرچ کرنا پڑا تو بھی دریغ نہ کیا، خلوص اور ایثار کی ایسی ایسی مثالیں قائم کیں کہ جن کی نظیر ملنا ناممکن ہے، مخالفوں کے طعنے بھی برداشت کئے اور اپنوں کے گلے شکوے بھی سُنے لیکن پائے استقلال میں جنبش نہیں آئی، آپ کے دل میں پوری انسانیت کیلئے یکساں درد موجود رہا اور اپنے فکر و عمل کا پھل تقسیم کرتے وقت آپؐ نے اپنے پرائے کا کبھی کوئی لحاظ نہ رکھا۔ آپؐ کی پوری زندگی میں کوئی ایسی حرکت آپؐ سے سرزد نہ ہوئی جو اپنے یا غیر کسی کے لئے بھی قابلِ اعتراض ہو، آپؐ کے قول اور فعل میں کوئی تضاد نہ تھا، اور یہی وجہ ہے کہ آپؐ کی غیر معمولی شخصیت کی کرنیں جغرافیائی حدود پار کر گئیں، آپؐ کی رہنمائی کسی خاص زمانہ تک محدود نہ رہی بلکہ جب بھی آپؐ کی تعلیمات کی روشنی میں کسی نے اپنی زندگی کو ترتیب دینے کی کوشش کی، آپؐ کی تربیت سے فیض یاب ہوا۔ اور آپؐ کا یہ فیض تا قیامت جاری رہے گا۔ ۔ ۔ ۔ اور ۔ ۔ ۔

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپؐ نے صرف اصول پیش کر دینے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنی تعلیم اور ہدایت کو عملاً جاری کر دیا اور ان اصولوں پر ایک عامل جماعت بھی پیدا کر دی۔

کسی نظریہ یا فلسفہ کے کامیاب ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ عملی سیرت کی راہ ہموار کی جائے، صرف راہ ہی ہموار نہ کی جائے بلکہ یہ نظریہ ایک چلتا پھرتا آئینہ بن جائے۔ اس سلسلہ میں علامہ سید سلیمان ندوی نے مشہور مفکر رابندر ناتھ ٹیگور کے ساتھ ایک سفر میں ایک گفتگو نقل کی ہے:

"۱۹۲۴ء میں ٹیگور اور ان کے ایک ہم سفر کے درمیان برہمو سماج کی ناکامی کا ذکر چل نکلا۔ یہ حاضرہ فلسفہ، تمدن اور ماحول کو دیکھ کر بنایا گیا تھا، اس میں کوئی بات عقل و منطق کے خلاف نہ تھی، اس کے اصول منصفانہ اور صلح کل تھے اور اس کی تعلیم تھی کہ کل مذاہب سچے اور ان کے بانی نیک اور اچھے لوگ تھے تاہم وہ ترقی نہ کر سکا، ٹیگور نے اس کی ناکامی کی وجہ یہ بتائی کہ) اس کے پیچھے کوئی شخصی زندگی اور کوئی عملی سیرت نہ تھی جو ہماری توجہ کا مرکز اور ہماری نکوکاری کا نمونہ بنتی۔" (خطبات مدراس صفحہ ۱۹، ۲۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ایسی تھی کہ آپؐ اپنی شخصیت کو پگھلا کر دوسروں کے قالب میں اتار دینے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ آپؐ صالح بھی تھے اور مصلح بھی، کندن بھی تھے اور کیمیا بھی، چراغِ نور وہی سرچشمۂ نور کہلایا جا سکتا ہے جو اپنی لَو سے سینکڑوں چھوٹے بڑے چراغ روشن کر دے، جو ایسا نہ کر سکے، وہ خواہ کتنی ہی روشنی کا حامل ہو، اس کی ضیا گستری بس اس کے دم تک ہی رہے گی۔

آپؐ کا خطاب کسی ایک قوم کی طرف نہیں تھا بلکہ پورے عالم انسانیت کے لئے تھا۔ دوسرے انبیاء کرام کی بعثت صرف اپنی قوم کے لئے تھی لیکن آپؐ کی بعثت پوری دنیا کے لئے ہے۔ قرآن مجید میں بار بار دعوتِ اسلام کی عالمگیری کا جابجا اعلان کیا گیا ہے:

۱۔ "اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ان سے کہہ دیجئے، میں تم سب کے لئے اللہ کا رسول ہوں اس اللہ کا رسول جو زمین و آسمان کا مالک ہے۔" (اعراف)

۲۔ "اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے آپؐ کو تمام دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ یہ قرآن تمام انسانوں کے لئے پیغام ہے۔" (ابراہیم)

جتنا گہرا اثر آپؐ نے نوعِ انسانی کی تاریخ پر ڈالا ہے، اس کا عشر عشیر بھی کسی دوسری شخصیت نے نہیں ڈالا۔ آپؐ کے چشمۂ فیض سے عربی عجمی، ہندی، ایرانی، فرنگی اور حبشی کوئی بھی محروم نہ رہا۔ اور اس کا اعتراف بڑے بڑے غیر منصف مزاج مبصروں نے بھی کیا ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر جے۔ ڈبلیو۔ ڈریپر نے لکھا ہے:

"تمام انسانوں میں نسلِ انسانی پر سب سے زیادہ اثر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ڈالا ہے۔"

یہ آپ کا عالمگیری پیغام ہی تھا جس نے تمام نسلی، علاقائی اور ملکی امتیازات کو پاؤں تلے روند ڈالا تھا۔ اور آپ نے مساوات کو جو عملی تصور پیش کیا وہ آج کل دنیا میں اس قدر آشکارا ہے کہ تشریح کا محتاج نہیں۔

تاریخی شخصیتوں کی زندگی پر نظر ڈالی جائے تو ان میں کوئی نہ کوئی خامی نظر آئے گی۔ مگر پیغمبرِ اسلام کی ذاتِ بابرکات ایسی صفات کی حامل ہے کہ جس میں کسی قسم کی خامی یا نقص نظر نہیں آئیگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس میں انسانی زندگی کی تمام اقدار جمع تھیں۔ جیسا کہ علامہ سید سلیمان ندوی مرحوم نے لکھا ہے:

"آپ کی حیثیت ایک انسان، ایک باپ، ایک شوہر، ایک دوست، ایک خانہ دار، ایک کاروباری تاجر، ایک افسر، ایک حاکم، ایک سپہ سالار، ایک بادشاہ، ایک استاد، ایک واعظ، ایک مرشد، ایک زاہد و عابد اور آخر ایک پیغمبر کی نظر آتی ہے" (سیرۃ النبی جلد ۶، ص ۳۷)

اور جیسا کہ باسورتھ اسمتھ نے لکھا ہے:

"آپ ایک سہ گانہ مؤسس تھے، آپ نے ایک مذہب، ایک تہذیب، اور ایک سلطنت کی بنیاد ڈالی"

پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت تاریخی اعتبار سے اس درجہ معتبر ہے کہ ساری دنیا اس کی معترف ہے اور مسلمانوں کے اس دعویٰ کا کوئی بھی حریف نہیں ہو سکتا کہ انہوں نے اپنے نبی کے حالات اس وسعت اور تفصیل کے ساتھ قلمبند کئے ہیں کہ شکل و شباہت، وضع و قطع، رفتار و گفتار، اقوال و افعال، عادات و اطوار، طرزِ زندگی اور طرزِ معاشرت کی ایک ایک بات محفوظ ہو گئی۔

جامعیت، کاملیت اور ہمیشہ محفوظ رہنے والی صفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر ختم ہے۔ بقول سید سلیمان ندویؒ:

- "جس طرح اسلام کا خدا رب العالمین (تمام دنیا کا پروردگار) ہے۔
- اسی طرح اس کا رسول رحمۃ للعالمین (تمام دنیا کے لئے رحمت) ہے۔
- اور اس کا پیغام تمام دنیا کے لئے پیغام ہے"